گرامی نامے

● آج فرصت کے اوقات میسر ہوئے۔ بہت دنوں سے کئی رسالے میرے منتظر تھے۔ شیلف میں رکھی کتابیں ہوں، یا کوئی مدھر میلوڈیس سنگیت و نغمے ہوں یا کوئی مخصوص عطر و پرفیوم کی خوشبو ہو... ہر بات سے کچھ نہ کچھ دل گداز داستانیں منسوب ہوتی ہیں.. اور جب بھی کتابیں، میوزک اور خوشبو سے واسطہ پڑ جائے.... تمام خوشگوار/غمگین لمحے اور یادیں ذہن کے اسکرین پر عود کر آتی ہیں۔ نئی کتابیں اپنی جانب بلا رہی تھیں۔ کچھ مضامین دیکھے۔ ان کی ورق گردانی کرتے وقت مجھے دھیان آیا یہ برقی دور ہے۔ میرے پاس ''ایوان اردو'' کی پی ڈی ایف واٹس اپ پر موجود ہے۔ کتابوں کے مطالعے کے بعد اسے بھی پڑھنے کا موقع ملا۔ فہرست پر نظر پڑی، جب آگے بڑھی تو سب سے پہلا مضمون ''راج دیو کی امرائی'' ایک مطالعہ پروفیسر حسین الحق کا پرمغز مضمون ناول کے مختلف پہلوؤں پر انھوں نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ زندگی کے تمام زاویے بہترین پیرایے میں یہاں شامل رہے۔

''قمر رئیس، ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے''۔ پروفیسر ابن کنول کا مضمون ہے۔ ان کی تحریر میں ایک بے ساختگی اور لطافت موجود ہے اور ہلکے پھلکے، متاثر کن انداز میں یہ قاری کو اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ عمدہ اسلوب و بیان رفتار وقت نے اردو کے مجموعی معیار میں اضافہ ہی کیا ہے۔ واقعی اردو زبان الحمدللہ اپنے جلو میں کئی ایسی شخصیات سے مالا مال ہے جن پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک نام جناب قمر رئیس کا بھی ہے، جنھوں نے کئی ادبی معرکے سر کیے تب عزت حاصل ہوئی۔ ''خواجہ احمد فاروقی کی خاکہ نگاری'' ڈاکٹر اشرف علی اپنی تمام تر رعنائیاں بکھیرے ہوئے ہیں اس کے بعد ڈاکٹر کہکشاں عرفان کا ''علی سردار جعفری کا نقطۂ نظر اور عصری معنویت'' بھی پسند آیا۔ جب کوئی ادیب اپنے تخلیقی ذہن میں موجزن خیالات کے ذخیرے کو قلم کا سہارا لے کر صفحۂ قرطاس پر بکھیرتا ہے تو اس کی نثر میں موجود آہنگ اس کو دلچسپ اور خوبصورت بناتا ہے۔ خیالات کا تنوع علمی و ادبی قابلیت کا پتہ دیتا ہے۔ ''اردو کی مقبولیت میں غزل کا حصہ'' میں ڈاکٹر یاسمین خاتون نے لفظ لفظ حرف حرف چن چن کر ایک نایاب گوہر نما مضمون سے نوازا ہے۔ ''دہلی پنج کا تجزیاتی مطالعہ'' کا محمد ضیاء المصطفیٰ نے بہت عمدہ تجزیہ کیا گیا ہے۔ ''ہندو پاک میں اردو ناول کا تقابلی مطالعہ ایک جائزہ''، کے لیے شاہدہ نواز کو بہت بہت مبارک ہو جو انھوں نے اپنی تمام مہارتوں کا استعمال کر کے ایک بہترین مضمون پیش کیا۔ ''تاخیر''، اشتیاق سعید مزہ آ گیا سماج کا عکس دیکھ کر۔ اس تحریر میں ''لاوارث''، معز ہاشمی، ''تین داس اور ایک داسی'' ڈاکٹر اشرف آثاری، ''سستے ہوٹل کا ایک کمرہ'' مترجم قطب الدین غرض کہ سارے مضامین کا انتخاب کرتے ہوئے ادبی ذوق و معیار کا خیال رکھا گیا۔ ایڈیٹر اور ان کی مکمل ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

غزلیات بھی ایک سے بڑھ کر ایک معیاری انتخاب ہے۔ آپ تمام نے کرن کرن چن کر رسالے کو ادب کے نور سے بھر دیا ہے۔ دعا ہے آسمان ادب پر، ایوان اردو اپنی تابنا کی کے ساتھ نمایاں رہے۔

ہاجرہ نور زریاب، آکولہ، مہاراشٹر، موبائل:9922318742

● ''ایوانِ اردو'' کا حالیہ شمارہ دسمبر ۲۰۲۰ء بھی اپنی دیرینہ روایتوں کی امانتداری کا ثبوت بہت ہی ایمانداری سے اپنے اوراق پر ثبت کیے ہوئے ہے۔ غزلوں سے لے کر نظموں تک افسانوں سے لے کر پرمغز مضامین تک اور کتابوں پر تبصرے سے لے کر خانہ خطوط تک ایسا کچھ بھی نہیں ہے جسے اردو ادب کا باذوق قاری مطالعے کے طور پر خود کو عرق ریزی کرنے سے روک لے۔ اب تک تمام ادبی سرکاری اردو رسالوں میں ایوانِ اردو کے معیار کا بھی قائل رہا ہوں کہ کس نے اول تا حالیہ لاک ڈاؤن کی اذیت ناک طویل مدتوں میں آن لائن ہی سہی رسالہ برابر جاری رکھا۔ ایک شکایت ضرور ہے کہ جہاں ایوانِ اردو میں شائع ہونے والے قلمکار حضرات کو لاک ڈاؤن سے قبل ان کی تخلیق کا اعزازیہ ان کی روزمرہ کی زندگی میں کچھ معاون ثابت ہوتا رہا وہیں ان نازک وقتوں میں نہ اعزازیہ مل رہا ہے اور نہ ابھی تک رسالے کی طباعت ہی شروع ہو سکی ہے۔ آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ 'ایوانِ اردو' کی طباعت شروع کرائیں اور بہت سے ضرورت مند ادیبوں اور شاعروں کو اعزازیہ سے بھی سرفراز فرمائیں۔

مصداق اعظمی، اعظم گڑھ (یوپی)، موبائل:9793098128

● ''ایوان اردو'' نومبر ۲۰۲۰ء کا آن لائن مطالعہ کیا۔ سب سے پہلے تو عرض ہے کہ آن لائن دیکھ تو لیتے ہیں، لیکن پورا رسالہ پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ بہرحال 'ایوانِ اردو' میرا پسندیدہ رسالہ ہے اور پسند کی وجہ اس میں تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی اشاعت ہے۔ اس لیے چار و ناچار مطالعہ کرنا ہی پڑتا ہے، لیکن آپ سے گزارش ہے کہ اب جب کہ تقریباً تمام ادبی رسائل طبع ہو کر منظر عام پر آنے لگے ہیں، اس لیے 'ایوانِ اردو' کی اشاعت کا بھی سلسلہ شروع کریں۔ رسالے کی میرے جیسے بہت سے

اسکالر فائل بناتے ہیں۔ یہ فائل ہمارے لیے بہت کام آتی ہے۔ آن لائن رسالے کی فائل بنانا ایک مشکل امر ہے۔ اُمید ہے میری گزارش پر توجہ فرمائیں گے۔

'ایوانِ اردو' کے مشمولات کا جہاں تک تعلق ہے تو اس شمارے میں انور معظم کا ''مولانا ابوالکلام آزاد کا تصور ہند'' بہت پسند آیا۔ انھوں نے بعض ان سیاسی موضوعات کی جانب بھی اشارہ کیا ہے، جو عام طور پر سامنے نہیں آتے۔ ڈاکٹر رؤف خیر کا ''علامہ اقبال کی ڈائری کے چند اندراجات'' بھی لائق مطالعہ ہے۔ علامہ اقبال اور ابوالکلام آزاد کے حوالے سے ڈاکٹر نیلوفر حفیظ اور غلام علی اخضر کے مضامین بھی پسند آئے۔

ڈاکٹر عرفان رضا نے ''نو تنقید اور نئے تنقیدی رجحانات'' میں نئے تنقیدی نظریات پر بہت جامع گفتگو کی ہے۔ معروف ناقد وادیب ڈاکٹر وزیر آغا کے حوالوں نے مضمون کو پُرمعنیٰ بنا دیا ہے۔

سعود عالم نے ''عربوں کا تصور شعر اور اس کی مختلف اصناف'' کا بڑی خوبی کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ انھوں نے یہ بہت اچھا کیا کہ عربی عبارتوں کے تراجم بھی پیش کردیے، ورنہ عربی زبان سے نابلد افراد ان سے استفادے کے لیے عاجز سے ہی نظر آتے ہیں۔ محمد جلیل نے ''جدید غزل کی منفرد آواز ناصر کاظمی'' میں ان کی شاعری کی فنی خوبیوں کا خوب احاطہ کیا ہے۔

شعرا میں ڈاکٹر ذکی طارق، ڈاکٹر ناصر امروہوی اور ڈاکٹر مجاہد فراز کی غزلیں پسند آئیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر ناصر کا یہ شعر دل کو چھو گیا:

کاش وہ آ کے مرے کان میں چپکے سے کہے
لوٹ آئے ہیں صنم تیرے پکارے ہوئے لوگ

افسانوں میں ڈاکٹر مشتاق انجم کا ''ڈراپ سین'' اور ڈاکٹر ارشد اقبال کا ''سرخ چیونٹیاں'' اچھے لگے۔ مجھے یاد پڑتا ہے مشرف عالم ذوقی نے بھی اپنے گزشتہ برس آنے والے نئے ناول ''مرگ انبوہ'' میں بھی علامتی طور پر سرخ چیونٹیوں کا سہارا لیا ہے اور کئی رازوں سے پردہ اُٹھایا ہے۔

میری جانب سے تمام قلمکاروں کو بہت بہت مبارک باد۔

شبنم پروین، ریسرچ اسکالر، جے این یو، نئی دہلی

● ماہنامہ ''ایوان اردو'' اکتوبر ۲۰۲۰ کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ سب سے پہلا مضمون جناب ندیم احمد صدیقی کا ''راحت مشاعروں کے ایک برانڈیڈ شاعر'' کے عنوان سے بہت ہی عمدہ ہے۔ مصنف نے راحت اندوری، جگر مرادآبادی اور دیگر کئی اہم شعرا کا تقابلی مطالعہ بہت ہی متوازن انداز میں پیش کیا ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ راحت اندوری ایک بے باک، دلیر اور نامور شاعر تھے۔ جن کا نام ہی کسی مشاعرے کی کامیابی کا ضامن ہوتا تھا۔ راحت اندوری نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بھی کافی مقبول تھے۔ ندیم صدیقی کے اس مضمون کو راحت اندوری کا مختصر سوانحی خاکہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

راحت اندوری کی یاد میں ڈاکٹر احمد علی برقی اعظمی اور پروفیسر عبدالرب کا منظوم خراج عقیدت بھی پرتاثیر اور دل کو چھو لینے والا ہے۔

''سرسید کا تصورِ تہذیب'' کے عنوان سے جناب خان احمد فاروقی کا مضمون کافی اہم اور معلوماتی ہے۔ بلاشبہ سرسید احمد خاں ایک دوراندیش، ماہر تعلیم وسماجیات کے ساتھ ساتھ ایمان دار اور معتمد علیہ مؤرخ بھی تھے، جنھوں نے ہندوستانی سماج اور بطور خاص ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک مہذب اور اعلیٰ معیاری معاشرے کا خواب دیکھا تھا اور تادم حیات اس کے لیے کوشاں رہے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین کا مضمون بہ عنوان ''پریم چند کے ناولوں کا سماجیاتی مطالعہ'' حقیقت پر مبنی ہے اور مصنف نے منصفانہ طور پر منشی پریم چند کے سماجیاتی نظریوں اور کاوشوں کا جائزہ لیا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ منشی پریم چند اپنے دور کے زمینی حقائق سے بخوبی واقف تھے، اسی لیے ان کی تمام تر تحریریں ہندوستانی سماج اور سماجی مسائل کے ارد گرد گھومتی ہیں۔ نئے نئے معاشرتی مسائل کو موضوع بحث بنا کر پریم چند نے اردو ناول نگاری کے میدان میں ایک بڑا انقلاب برپا کیا اور اسے عالمی ادب کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ پریم چند کو اپنے زمانے کا سماجی مصلح اعظم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مختصر یہ کہ اس شمارے کے تمام ہی مضامین، افسانے، غزلیں اور دیگر مشمولات قابل مطالعہ اور تمام قلم کار لائق تحسین ہیں۔

قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ حال ہی میں مذکورہ رسالے کی علمی وادبی قدر و قیمت کے مدنظر اس کا نام یو جی سی کیئر لسٹ میں درج ہو چکا ہے۔ جس سے یونیورسٹی کے اساتذہ وطلبہ بھی مستفید ہوسکیں گے۔

''ماہنامہ ایوان اردو'' برسہا برس سے اردو ادب اور اردو قارئین کی علمی تشنگی کو بجھانے میں تمام صعوبتوں کے باوجود کلیدی رول ادا کرتا رہا ہے۔ جس کی ایک زندہ مثال کورونا اور لاک ڈاؤن کے دنوں اور اس مشکل ترین وقت میں بھی بلاکسی تاخیر کے اس کا آن لائن مسلسل شائع ہونا ہے۔ ایوان اردو کے نگراں، مدیر، تمام منتظمین اور قلم کار لائق تحسین و مبارک باد ہیں۔

ڈاکٹر محمد قطب الدین، جے این یو، نئی دہلی، موبائل: 8368684662

◆◆◆